الحاج ابراہیم یوسف باوا، برطانیہ

خاندان کے سربراہ اور والدین کی ذمہ داریاں

۳

حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ اور تنبیہ :

فرمایا..... بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے (دیکھئے مندرجہ بالا حدیث ۲) پھر ماں باپ کی حرکتوں اور افعال سیئہ کی وجہ سے فطرت مسخ ہو جاتی ہے۔ (اپنا واقعہ بیان) فرمایا...... ابھی چند دنوں کی بات ہے ایک معصوم بچہ کھیل رہا تھا، میں نے محبت سے اس سے پوچھا کہ بیٹے! کیا پڑھتے ہو؟ اس نے ایسا غلط اور بیہودہ جواب دیا کہ مبہوت ہو کر رہ گیا، میرے دل پر جیسے بچھو نے ڈنک مار دیا۔ میں نے کہا جاؤ صاحبزادے جاؤ! تم نے ایسا زہر دیا کہ اس کا تریاق مشکل ہے، یہ تمہارا قصور نہیں، تمہاری فطرت تو صحیح تھی مگر تمہارے باپ نے تمہاری فطرت بگاڑ دی بچپن ہی سے تم کو خراب کر دیا۔ ایسے ہی بچے قیامت میں کہیں گے۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۔ — اے ہمارے رب! ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا، پس انہوں نے بھٹکا دیا ہم کو (سیدھی) راہ سے۔ (بیان القرآن صفحہ ۵) (الاحزاب ۳۳ : ۶۷)

(آگے آیت نمبر ۶۸ میں درج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب ان کو دوہری سزا دیجئے اور ان پر بڑی لعنت کیجئے۔

فرمایا..... یہ بچے اپنے مربیوں (سرپرستوں ماں باپ سرداروں ذمہ داروں) کی شکایت کریں گے کہ انہوں نے ہماری زندگی (اور آخرت) برباد کر دی۔ (صحبتے با اہل دل صفحہ ۲۷)

مسلمانو! یہ فرنگی نظام تعلیم اور ان کی لعنتی تہذیب و تمدن کا تحفہ و عطیہ ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

اور یہ اہل کلیسا کا یہ نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین محمد کے خلاف

مفتی اعظم پاکستان، حضرت مولانا محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں سورۃ والعصر کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ......

" (اس سورت) نے مسلمانوں کو ایک بڑی ہدایت یہ دی کہ ان کا صرف اپنے عمل کو قرآن و سنت کے تابع کر لینا جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان اور عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کرے ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لیے کافی نہ ہوگا، خصوصاً اپنے اہل و عیال اور احباب و متعلقین کے اعمال سیئہ سے غفلت برتنا اپنی نجات

سکا راستہ بند کرنا ہے اگرچہ خود وہ کیسے ہی اعمال صالحہ کا پابند ہو، اسی لیے قرآن وحدیث میں ہر مسلمان پر اپنی اپنی مقدرت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کیا گیا ہے۔ اس معاملے میں عام مسلمان بلکہ بہت سے خواص تک غفلت میں مبتلا ہیں، خود عمل ک ... کو کافی سمجھ بیٹھے ہیں، اولاد وعیال کچھ بھی کرتے رہیں اس کی فکر نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ... تیت کی ہدایت پر عمل کی توفیق نصیب فرماویں"۔ آمین ثم آمین

تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے:

بندہ کے نزدیک تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ضروری ہے بلکہ یوں کہوں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ تعلیم سے بھی زیادہ تربیت کی ضرورت ہے تعلیم سے رہبری حاصل ہوتی ہے اور تربیت سے عمل نصیب ہوتا ہے، دل کا تزکیہ ہوتا ہے علم بغیر عمل کے بروز قیامت حجت بنے گا۔ حدیث شریف کا مفہوم اور حصہ ہے کہ انسان بروزِ قیامت اپنے قدم میدانِ محشر سے ہٹا نہ سکے گا جب تک پانچ چیزوں (سوالوں) کا معقول جواب نہ دیدے منجملہ ان میں ایک یہ ہے کہ "اپنے علم پر کیا عمل کیا؟"۔ ہم اور آپ دیکھتے سنتے رہتے ہیں کہ لوگ عالم (علم کا جاننے والا) سے متنفر ہوجاتے ہیں جو عمل نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں سخت وعیدیں شریعت مطہرہ میں درج ہیں۔ بہت سارے لوگوں کو دیکھا گیا کہ شوق شوق میں اپنے بچوں کو حافظ قرآن بنا دیتے ہیں لیکن ہائے افسوس! تربیت کی ادنیٰ فکر نہیں کرتے۔ حافظ ہو جانے کے بعد یہ بچے محراب بھی سناتے ہیں لیکن شکل وصورت کا ٹھکانا ہوتا ہے نہ لباس کا۔ نہ شریعت کے پابند ہوتے ہیں اور نہ نمازوں کا ٹھکانا رہتا ہے۔ نام کے حافظ ہوتے ہیں لیکن کام کے اعتبار سے یہود ونصاریٰ کے پکے دلدادہ اور ایجنٹ ہوتے ہیں ؎

نہ منزل ہے نہ ہے کوئی ٹھکانہ
چمن لٹ گیا ہے آشیاں جل گیا ہے

یاد رکھئے! قرآن مجید اور احادیث و دینیات کی تعلیم سب سے انسانوں میں تغیّر کا مطالبہ کرتا ہے جو لوگ اپنے بچوں کو حافظ کراتے ہیں پھر ان کو فرنگی اسکولوں اور ان کے ماحول میں بھیجتے ہیں وہ بہت سخت اور سنگین جرم کر رہے ہیں ایک شخص نے حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ پہلے میں اپنے پوتے کو حفظ کراؤنگا پھر اسے انگریزی تعلیم دلاؤں گا تو فرمایا:۔

"اس کی مثال ایسی ہے جیسے نہایت اعلیٰ قسم کا کھانا تیار ہو پھر گوبر یا لید کو پیس کر مصالحہ کی طرح اوپر سے ڈال دیا جاتے۔ وہ قرآن مجید کی حفظ کی کیا قدر وحفاظت کر سکے گا سوائے اس کے کہ اس کو ضائع کرے اور وقت کے ضائع ہونے پر افسوس کرے کچھ اور نتیجہ (حاصل) نہ ہوگا۔

انگریزی پڑھ کر دیندار رہنا، عربی (قرآن وحدیث) پڑھ کر بے دین بننے سے بہتر ہے"۔

(صحبت با اہل دل ص۱۱۱) -

قرآن کریم کی تعلیم اور تلاوت کا مقصد تو یہ ہونا چاہیے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ (الآیۃ الانفال ۸ : ۲)

بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ (مضبوط) کر دیتی ہے اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

بھائیو! اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ نام کا نہیں کام کا حافظ اور دیندار بنے، دنیا میں بھی آپ کے دل ودماغ کو سکون اور اطمینان نصیب ہو، مرنے کے بعد آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنے، قیامت میں بھی اعلیٰ انعامات دلانے والا بنے تو پھر اس کی اعلیٰ تربیت بھی کریں، کسی اللہ والے سے پڑھا دیں اور ان کی صحبت میں رکھیں، اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے خوب کہا،

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین پیدا ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اگر آپ نے ایسا نہ کیا بلکہ فرنگی تہذیب وتمدن میں بھیج کر قرآن ودینیات پڑھاتے رہے تو ان کی حالت یہ ہوگی۔

ہم سمجھتے تھے کہ دے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

مذکورہ حدیث شریف میں "اچھی تعلیم اور تربیت" دونوں کا ذکر ہے۔ ذیل کی حدیث شریف میں بھی تعلیم وتربیت دونوں کا ذکر ہے۔ یاد رکھیے کہ تعلیم وتربیت دونوں لازم وملزوم کی طرح ہے ایک دوسرے کو جدا کرنا ظلم عظیم ہے۔

۴۔ جو شخص اپنی لڑکی کی عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے، وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا (طبرانی)

ف:۔ اس حدیث شریف میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) حدیث شریف میں "لڑکی" کی عمدہ تربیت وتعلیم کا ذکر ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ بیٹے کی تربیت وتعلیم کی فکر نہ کرے جب کبھی ایسا مخصوص ذکر آجا دے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بیٹی ہو یا بیٹا یا ماتحت کے افراد

ب کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ماں باپ اور سرپرستوں پر فرض ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث
یں جن میں کہیں صرف ماں کی خدمت کا ذکر ہے تو کہیں صرف باپ کی فرمانبرداری کا ذکر ہے۔ ان سب کا مطلب یہی
ہوگا کہ ماں ہو یا باپ جو خدمت کا محتاج ہو، اس کی خدمت کی جاوے۔ جیسی جیسی ضروریات اور جیسا جیسا موقع۔
مثلاً ایک روایت میں ہے کہ ماں کی خدمت کرو، ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے تو دوسری روایت میں ہے کہ
ہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دو چیزیں پہنچنے میں تاخیر نہیں ہوتی اور نہ کوئی رکاوٹ ہوتی ہے اور وہ کلمہ لا الہ الا اللہ
کا کہنا اور باپ کی دعا بیٹے کے لیے چنانچہ مسلمان، ماں ہو یا باپ دونوں کی خدمت کر کے جنت کما سکتا ہے اور باپ
ہو یا ماں دونوں کی فرمانبرداری کر کے ان کی دعائیں لے سکتا ہے اللہ پاک ہم سب کو توفیق بخشے اور دین کی صحیح
سمجھ اور فہم عطا فرماوے۔ آمین

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عورتوں کے متعلق اول تو باپ کے ذمہ تعلیم فرض ہے کہ ان کو دین سے باخبر کرے اگر وہ جاہل رکھے تو
ہر کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کو تعلیم دے۔ بتلایئے! اس فرض کو کتنے شوہر ادا کرتے ہیں؟ پھر شکایت
کی جاتی ہے کہ عورتیں جاہل ہیں۔ اے صاحب! تم نے خود ان کو جاہل رکھا ہے اور اگر تم ان کو تعلیم دیتے تو وہ کیوں
جاہل رہتیں؟ اگر کسی کو تعلیم نسواں کا اہتمام ہوا بھی تو ان کو انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں چنانچہ اب عورتیں ایم اے
ہونے لگیں، ان کو تاریخ اور جغرافیہ پڑھایا جاتا ہے۔ بھلا اس کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اس سے تو اصی بالحق کا فرض
ادا ہو جائے گا ہرگز نہیں! ان علوم سے عورتیں تو کیا اگر مرد بھی جاہل رہیں تو دین کا کوئی ضرر نہ ہوگا الخ

(دعوت وتبلیغ ج ۱۲ ص ۱۵۷)

خطیب العصر حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

ایک عورت کا دیندار ہو جانا آئندہ قوم کے جتنے افراد اس کی گود میں پرورش پائیں گے ان سب کو دیندار
بنا دیتا ہے اور اللہ نہ کرے کوئی عورت دین سے دور ہو کر زندگی گذارے تو اس کی گود میں پرورش پانے والے بچے
بھی دین سے بالکل بے بہرہ اور الگ (دور) ہونگے۔

دو زمانوں کا تقابل:

زمانہ جاہلیت کا ایک وہ دور تھا کہ کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی تھی تو اس بیچاری کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا بلکہ
ج بھی ہندوستان کی کسی خطہ میں کسی کے یہاں بچی پیدا ہوتی ہے تو منہ میں ریت بھر کر ہلاک کر دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ
الی سرزمین پر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم عظیم ہو سکتا ہے کہ ایک معصوم اور بے گناہ بچی کو ہلاک کر دے، حضور رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے (جو بعد میں ایمان لاتے) اپنی بچی کو زندہ درگور کرنے کا واقعہ سنایا تو آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو رونا آگیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان لانے کو قبول فرما لیتے ہیں لیکن تم میرے سامنے نہ آنا اس لیے کہ تمہیں دیکھ کر اس بچی کی چیخ و پکار میرے کانوں میں گونجنے لگے گی جس کے قلب میں رحم کا ذرہ برابر مادہ ہوگا وہ ایسی باتیں سن بھی نہ سکے گا، دل مچل جاتے گا اور ایسے لوگوں کو لعنت ملامت کرنے کو جی چاہے گا۔۔

لیکن اے میرے مسلمان بھائیو! اے میرے عزیزو اور پیارو! ذرا اپنے گریباں میں بھی تو منہ ڈال کر دیکھ لیں کہ ہم اپنی بچیوں کے ساتھ کیا معاملہ کر رہے ہیں وہ بچیاں جو زمانہ جاہلیت میں زندہ در گور ہو جاتی تھیں بقول حضرۃ مولانا مفتی رشید احمد مدظلہ العالی جہنم میں نہ جائیں گی (مختلف اقوال ہیں) لیکن آج کا حاجی نمازی، حافظ و مولوی، معلم و مبلغ، اپنی بچیوں، (اور اولاد) کو فرنگی تہذیب اور تمدن والے لعنتی اسکولوں کالجوں، وہ کالونی، سٹوروں، دفتروں کارخانوں وغیرہ میں بے پردہ بھیج کر جہنمی بنا رہے ہیں اور اس بارے میں ہر شخص (الا ماشاء اللہ) آنکھ مچولی کا کھیل کھیلتا نظر آرہا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

- الٹی سمجھ کسے بھی ایسی خدا نہ دے — دے آدمی کو موت مگر یہ ادا نہ دے

میں ایسے دینداروں سے عرض کروں گا۔

- خدا سے ڈرو مکر و فریب سے کام نہ لو — یا اسلام پہ چلنا سیکھو یا اسلام کا نام نہ لو

شاید اسی شاعر یا کسی اور نے کہا۔

- دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا — سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

اگر یہود و نصاریٰ اور ان کی تہذیب و تمدن سے تمہیں اتنی ہی محبت ہے تو دو رنگی۔ دودھ اور دہی والی زندگی کا ڈھونگ مت رچا۔ اعلان کر دے اور اسلام ہی کو سرے سے سلام کر کے جو چاہے کر لے، اسلام کو تو بدلا نہیں جا سکتا۔ یہ پیارا دین صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شخص اس پہ اخلاص سے چلے گا وہی دنیا اور آخرت میں سرخرو اور کامیاب ہوگا۔

- کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالب — شرم تم کو مگر نہیں آتی

یاد رکھیے!

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی — یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

دوسری چیز جو حدیث شریف میں مذکور ہے وہ" بچی کی پرورش کرنے میں اچھی طرح یعنی جائز امور میں دل کھول کر خرچ کرنا ہے۔ مسلمان اس جگہ کا متلاشی رہے جہاں خرچ کرنے پر زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو۔ مسلمان جہاں بھی اخلاص کے ساتھ نیک کاموں اور جگہوں پر خرچ کریگا، اجر و ثواب کا مستحق ہوگا لیکن مقامات اور مواقع ایسے ہوتے ہیں جہاں خرچ کرنے پر لاکھوں گنا ثواب بڑھ جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ فرمایا:۔
ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے۔
ایک دینار غلام کو آزاد کرانے میں۔
ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور
ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے۔

ان سب میں اجر وثواب کے اعتبار سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے

(مسلم عن ثوبان رض)

سبحان اللہ! کتنی بڑی فضیلت فرمائی اہل وعیال کے جائز نان ونفقہ پر خرچ کرنے کی۔ دیگر تین مقامات خرچ کرنے کے فضائل پر انسان غور کرے تو معلوم ہوگا کہ کتنا اجر وثواب حاصل ہو سکتا ہے لیکن ان سب سے بہتر مقام "خود اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کرنا ہے۔

اس میں کیا تعجب کی بات ہے جبکہ کہیں پڑھا سنا ہے کہ جو شخص گھوڑے کو اس لیے پالے اور اس کے دانہ نی پر خرچ کرے تاکہ اسے جہاد کے کام میں لے تو پالنے والے کو اس کے گوشت پوست خون اور پیشاب پاخانہ ے وزن کے برابر اجر ملے گا۔ جب جانور کو پالنے پر یہ اجر وثواب ہے تو اہل وعیال پر جائز امور میں خرچ کرنے پر ثواب واجر کیوں نہ ملے؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ترازو میں سب سے اول وہ نفقہ رکھا جاتا ہے جو آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ (فضائل صدقات ص۱۹۴) ایک روایت میں ہے کہ سب سے مقدم اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا ضروری ہے۔ (النور ۲۔۸۔۱۹۰)

طبرانی کی روایت کا مفہوم اور ٹکڑا ہے کہ جس کے یہاں لڑکی کی پیدائش ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج کر سلامتی کی بشارت دیتے ہیں اور وہ اس لڑکی کو اپنی پرورش کے سائے میں لے لیتے ہیں اور سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں ۔۔۔۔ اور بشارت دی گئی کہ جو شخص اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ شامل حال رہے گی۔

ایک عجیب نکتہ ،

یہاں اولاد پر جائز امور میں خرچ کرنے کا اجر وثواب یہ بتایا گیا کہ دیگر تین بڑے نیکی والے کاموں سے بڑھ چڑھ کر ہے اور یہ خرچ دوسروں پر بھی نہیں ہوتا کہ دولت ہاتھ سے نکل جائے بلکہ اپنی ہی اولاد پر ہوگا۔ خرچ بھی اہل وعیال پر اور نیکی بھی زیادہ، نہ مال کے نکل جانے کا صدمہ ہوا نہ نیکی میں کمی۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کی عنایت کی؟

(بقیہ ص۵۹ پر)